السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

امع ترمذی ''باب ماجاء فی الصلوۃ خلف الصف وحدہ،، کے تحت امام ترمذی نے حضرت وابصہ بن معبد کی حدیث دو طریق سے روایت کی ہے اور ان میں سے ایک طریق کو دوسرے پر ان الفاظ میں ترجیح دی ہے ''وہذا عندی اَصح من حدیث عمرو بن مرۃ، لأنہ قدروی من غیر حدیث ہلال بن یساف عن زیادۃ بن الجعد عن وابصۃ،، (رقم الحدیث: 230-1/446-447-448) اس وجہ ترجیح کی توضیح کی ضرورت ہے۔ اس سے طریق اول کا دوسرے پر رجحان کیوں کر ثابت ہوا؟ تحفۃ الاحوزی 1 195 میں اس مقام کی توضیح نہیں کی گئی۔ احمد اللہ رحمانی دمکا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بلاشبہ یہ مقام محتاج بسط و توضیح ہے۔ نہ معلوم حضرت شیخ نے اس سے کیوں نہیں تعرض فرمایا۔ امام ترمذی کی بیان کردہ وجہ ترجیح کی تشریح و توضیح سے پہلے ضرورت ہے کہ حدیث کی سند میں جو کچھ اختلاف ہے اسے بالتفصیل بیان کر دیا جائے تاکہ یہ مقام پورے طور پر واضح ہو جائے۔

حضرت وابصہ کی یہ حدیث حسب ذیل پانچ طرق سے مروی ہے:

(1) ابوالأحوص عن حصین عن ہلال بن یساف عن زیاد بن ابی الجعد عن وابہ بن معبد (ترمذی).

(2) سفیان الثوری عن '' عن '' عن '' عن '' (مسند احمد 4/228).

(3) شعبۃ عن '' عن '' عن '' عن '' (احمد 4/228).

(4) ابن عیینۃ عن '' عن '' عن '' عن '' (بیہقی 3/104).

(5) عبشر بن القاسم عن '' عن '' عن '' عن ''

(دارمی (1290) 1/237، ابن حبان (1296-1297) 3/311

(1) عبداللہ بن ادریس عن حصین عن ہلال بن یساف (من غیر واسطۃ زیاد بن ابی الجعد) عن وابصۃ بن معبد

(ابن ماجہ (1004) 1/321).

الثوری عن '' عن '' ('' '') عن '' (بیہقی 3/104).

عن منصور '' '' ('''') عن '' (ابن الجارود (319) ص 117

الأعمش عن شمر بن عطیۃ عن '' ('''') عن '' (احمد 4/228).

(3) عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ہلال بن یساف سمعت عمرو بن راشد عن وابصۃ بن معبد (احمد 4/228/327، طیالسی ابوداوٗد 1/137 بیہقی، 3/104، ابن حبان 3/311، بزار).

(4) وکیع عن یزید بن ابی الجعد عن عمہ عبید بن ابی الجعد عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ بن معبد (احمد 4/228).

عبداللہ بن داود عن '' عن '' عن '' عن '' (دارمی 1/237، بیہقی 3/104، ابن حبان 3/311، بزار).

(5) (عمر بن علی عن اشعث بن سوار عن بکیر بن الأخنس عن حنش بن المعتمر عن وابصۃ (علل ابن ابی حاتم 1/1000 (271)

پہلے اور دوسرے اور تیسرے طریق کے اختلاف کا ماحصل یہ ہے کہ:

ہلال ابن یساف کے تلامذہ کے درمیان اس امر میں اختلاف ہے کہ ہلال اور وابصہ صحابی کے درمیان واسطہ ہے یا نہیں؟ اور اگر واسطہ ہے تو وہ کون ہے؟

ہلال کے چار شاگردوں: (1۔ حصین 2۔ منصور۔ 3 شمر بن عطیہ 4۔ عمرو بن مرہ) میں سے ایک شاگرد حصین کے پانچ تلامذہ: الوالاحوص، سفیان ثوری، شعبہ، ابن عیینہ، عبثر اور ہلال کے چوتھے تلمیذ: عمرو بن مرۃ ہلال اور وابصہ کے درمیان واسطہ ذکر کرتے ہیں۔ لیکن حصین کے تلامذہ مذکورین واسطہ زیاد بن ابی الجعد کا بتاتے ہیں، اور عمر بن مرۃ واسطہ کا نام عمرو بن راشد بتاتے ہیں۔

اور حصین کے دو شاگرد: عبداللہ بن ادریس اور ثوری اور ہلال کے دوسرے اور تیسرے تلمیذ: منصور و شمر بن عطیہ کوئی واسطہ نہیں ذکر کرتے۔

ہلال عن زیاد عن وابصۃ،، کے طریق کی تائید ''عبید بن ابی الجعد عن زیاد عن وابصۃ،، سے ہوتی ہو ہے، جس میں عبید نے وابصہ کی یہ حدیث اپنے بھائی زیاد کے واسطہ سے لی ہے۔''

(حدیث کی سند میں اس اختلاف کی وجہ سے بعض محدثین نے اس کو معلول اور مضطر کہہ دیا ہے۔ چنانچہ امام بیہقی معرفۃ السنن میں لکھتے ہیں: ''وإنما لم یخرجاہ صاحبا الصحیح لما وقع فی سندہ من الاِختلاف،، (نصب الرایہ 38/2

اور حافظ بزار اپنی مسند میں لکھتے ہیں: ''أَمَّا حَدِیثُ عَمْرِو بْنِ رَاشِدٍ، فَإِنَّ عَمْرَو بْنَ رَاشِدٍ رَجُلٌ لَا یُعْلَمُ حَدَّثَ إِلَّا بِہٰذَا الْحَدِیثِ، وَلَیْسَ مَعْرُوفًا بِالْعَدَالَۃِ، فَلَا یُحْتَجُّ بِحَدِیثِہِ، وَأَمَّا حَدِیثُ حُصَیْنٍ، فَإِنَّ حُصَیْنًا لَمْ یَکُنْ بِالْحَافِظِ، فَلَا یُحْتَجُّ بِحَدِیثِہِ فِی حُکْمٍ، وَأَمَّا حَدِیثُ یَزِیدَ بْنِ زِیَادٍ، فَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِنْ أَہْلِ الْعِلْمِ إِلَّا وَہُوَ یُضَعِّفُ أَخْبَارَہُ، فَلَا یُحْتَجُّ بِحَدِیثِہِ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ شِمْرِ بْنِ عَطِیَّۃَ عَنْ ہِلَالِ بْنِ یَسَافٍ عَنْ وَابِصَۃَ، وَہِلَالٌ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ وَابِصَۃَ، فَأَمْسَکْنَا عَنْ ذِکْرِہِ لِإِرْسَالِہِ، انتہی (نصب الرایہ 38/2).

اور حافظ درایہ میں 1 171 میں لکھتے ہیں: ''أخرجہ البزار وضعفہ،، انتہی.

اور بعض محدثین نے ترجیح کا مسلک اختیار کیا ہے، چنانچہ امام ابوحاتم اور امام احمد نے ''عمرو بن مرۃ عن ہلال عن عمرو بن راشد عن وابصۃ،، کے طریق کو ترجیح دی ہے فقد ذکر ابن ابی حاتم فی العلل 100/1 أنہ سأل أباہ عن روایتی حصین و عمرو بن مرۃ عن ہلال، أیہما أشبہ؟ قال: عمرو بن مرۃ أحفظ،، انتہی، وقال الدارمی فی سننہ (237/1): وکان أحمد بن حنبل، یثبت حدیث عمرو بن مرۃ،، انتہی.

اور خود امام دارمی نے ''یزید بن زیاد عن عبید ابن ابی الجعد عن زیادۃ عن وابصۃ،، کے طریق کو ترجیح دی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ''وأنا أذہب إلی حدیث یزید بن زیاد بن ابی الجعد،، انتہی (سنن دارمی 237/1) اور امام ترمذی نے (1 448) ''حصین عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ،، کو ارجح واضح بتایا ہے، اور وجہ اصحیت یہ لکھی ہے: ''لأنہ قد روی من غیر حدیث ہلال بن یساف عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ،، (448/1).

اس عبارت میں ''حدیث،، کے اعراب میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ ''حدیث،، کو ہلال بن یساف کی طرف مضاف کر کے من غیر حدیث ہلال بن یساف پڑھا جائے اس صورت میں ''روی،، فعل مجہول کا مفعول مالم یسم فاعلہ ''عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ،، ہوگا۔ اور مطلب یہ ہوگا کہ ''حصین عن ہلال بن یساف عن زیاد عن وابصۃ،، آیا ہے، یعنی: زیادہ کو وابصہ کا شاگرد بتانے میں ہلال منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ بعض دوسرے رواۃ نے تابعی کا نام زیاد بتانے میں ہلال کی متابعت و موافقت کی ہے، اور وہ متابع یزید بن زیاد بن ابی الجعد عن عبید بن ابی الجعد ہیں جیسا کہ گزر چکا، اور ''عمرو بن راشد،، کا واسطہ بتانے میں ''عمرو بن مرۃ عن ہلال،، کا کوئی متابع نہیں ہے۔ ابن حبان لکھتے ہیں: ''لیس ہذا الخبر مما تفرد بہ ہلال بن یساف ثم ذکر حدیث یزید بن زیاد عن عمہ عبید ابن أبی الجعد عن زیاد بن أبی الجعد عن وابصۃ،، (الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان 311/3).

دوسرا احتمال یہ ہے کہ ''حدیث،، کو مضاف نہ کہا جائے، بلکہ اس کو یوں منون پڑھا جائے لأنہ قد روی من غیر حدیث ہلال بن یساف عن زیاد عن وابصۃ. اس صورت میں ''روی،، کا مفعول مالم یسم فاعلہ ''ہلال بن یساف،، الخ ہوگا۔ اور مطلب یہ ہوگا کہ کئی طریق سے عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ مروی ہے۔ یعنی: ابوالاحوص جو تلمیذ ہیں حصین کے، ہلال سے اوپر زیاد بن ابی الجعد ذکر کرنے میں متفرد نہیں ہے۔ بلکہ ان کے چار متابع موجود ہیں: ثوری، شعبہ، ابن عیینہ، عبثر بن القاسم۔ اور اُدھر عمرو بن مرۃ اور ان کے تلمیذ شعبہ، ہلال، سے اوپر عمر بن راشد ذکر کرنے میں متفرد ہیں اور ان کا کوئی متابع موجود نہیں ہے، اس دوسرے احتمال کی تائید زیلعی کی اس عبارت سے ہوتی ہے جس کو انہوں نے بحوالہ ترمذی نقل کیا ہے: ''وہو عندی أصح من حدیث عمرو بن مرۃ، لأنہ روی من غیر وجہ عن ہلال عن زیاد بن عن وابصۃ-،، (نصب الرایہ 38/2).

اور ظاہر ہے کہ جماعت کی روایت کو فرد کی روایت پر ترجیح ہوتی ہے کما تقرر فی موضعہ، و نیز ثوری اور شعبہ میں اختلاف ہو تو ثوری کی روایت کی ترجیح ہوتی ہے۔ و نیز شعبہ خود فرماتے ہیں ژ: ''سفیان أحفظ منی،، و نیز خود شعبہ نے بھی ثوری کی موافقت کی ہے اور شعبہ کی کسی نے موافقت نہیں کی ہے۔

اور بعض محدثین نے تطبیق کی صورت اختیار کی ہے اور سب طرق کو صحیح بتایا ہے۔ زیلعی لکھتے ہیں: ''وَرَوَاہُ ابْنُ حِبَّانَ فِي "صَحِیحِہِ" بِالْإِسْنَادَیْنِ الْمَذْکُورَیْنِ، ثُمَّ قَالَ: وَہِلَالُ بْنُ یَسَافٍ سَمِعَہُ مِنْ عَمْرِو بْنِ رَاشِدٍ وَمِنْ زِیَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ وَابِصَۃَ فَالْخَبَرَانِ مَحْفُوظَانِ وَلَیْسَ ہَذَا الْخَبَرُ مِمَّا تَفَرَّدَ بِہِ ہِلَالُ بْنُ یَسَافٍ، ثُمَّ أَخْرَجَہُ عَنْ یَزِیدَ4 بْنِ زِیَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ عَمِّہِ عُبَیْدِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَبِیہِ زِیَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ وَابِصَۃَ، فَذَکَرَہُ،، انتہی (نصب الرایہ 38/2).

اور ظاہر یہی ہے کہ یہ تمام طرق صحیح ہیں ان کے رواۃ ثقہ ہیں۔ اور ہر طریق دوسرے کا موید ہے۔ ان میں کوئی ٹکراؤ اور اضطراب موجب للضعف قادح فی صحۃ الحدیث موجود نہیں ہے۔

صورت یہ ہوئی ہے کہ ہلال نے یہ حدیث پہلے عمرو بن راشد سے سنی اس کے بعد وابصہ سے زیاد بن ابی الجعد کی موجودگی اور حضور میں ملاقات کی۔ عند الملاقات والاجتماع زیاد نے اس حدیث کو ہلال سے اس حال میں بیان کیا کہ وابصہ سن رہے تھے۔ کما یدل علیہ سند الحدیث عند الترمذی، وہذا یرد علی قول البزار أن ہلال لم یسمع من وابصۃ وابصہ نے سن کر سکوت فرمایا۔ ان کا یہ سکوت اقرار کے حکم میں ہوگیا۔ اس طرح یہاں قراءۃ علی العالم اور عرض علی الشیخ کی صورت متحقق ہوئی جو تحمل حدیث کے انواع معتبرہ میں سے ہے گویا ہلال نے خود وابصہ سے یہ حدیث سن لی۔ اسی لیے وہ بعض اوقات وابصہ سے بلاواسطہ زیاد روایت کرتے ہیں۔ بہر حال یہ بلاواسطہ زیاد والی روایت بھی متصل ہے، اور اس میں تدریس کا شائبہ نہیں ہے۔ اسی چیز کی طرف امام ترمذی نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے: ''وفی حدیث حصین مایدل علی أن ہلالا قد ادرک وابصۃ إنتہی،، فروایۃ ہلال عن وابصۃ وروایۃ ہلال عن زیاد عن وابصۃ کلتاہما بمعنی واحد.

یا ہلال نے پہلے زیاد کی موجودگی میں وابصہ سے ملاقات کی اور حدیث کو وابصہ کے حضور میں زیاد کی زبان سے سنا، پھر عمرو بن راشد سے بھی سنا۔

وقد صرح ہلال بسماعہ من عمرو بن راشد فی روایۃ ابی داؤد الطیالسی، فہو إسناد متصل ایضاً، و عمرو بن راشد قد وثقہ ابن حبان کما فی الخلاصۃ.

بنا بریں ہلال کبھی عمرو بن راشد سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں، اور کبھی زیاد عن وابصہ سے، اس لیے کہ زیاد ہی اصل اپنی زبان سے حدیث بیان کرنے والے ہین، اور کبھی براہ راست وابصہ سے روایت کرتے ہیں، کیوں کہ زیاد کی تحدیث کے وقت وابصہ سماع فرما رہے تھے، اور سکوت کے ذریعہ حدیث کا اقرار کیا تھا، اور کبھی زیاد کی حدیث کو وابصہ کے حضور میں بیان کرنے کو نقل کر دیتے ہیں، اور یہ سب صورتیں اپنی جگہ پر صحیح ہیں۔ اور تمام طرق ثابت

اور محفوظ ہیں ۔

اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ زیاد کی طریق میں اختلاف سیاق رواۃ کے تصرف کا نتیجہ ہو۔ پھر اس کی تائید ''یزید بن زیاد عن عمہ عبید بن ابی الجعد عن زیاد بن ابی الجعد،، کی روایت سے بھی ہوتی ہے ۔ کما تقدم یہ سند بھی صحیح ہے ۔ یزید کی امام احمد، ابن معین عجلی وغیر ھم نے توثیق کی ہے ۔ اور عبید ثقہ تابعی ہیں ابن حبان نے ان کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے ۔ مذکورہ بالا توجیہ وتطبیق کو امام ابن حزم نے محلی (4 54،53) میں پسند کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں : '' ورواية هلال بن يساف حديث وابصة مرة عن زياد بن ابی الجعد ومرة عن عمر بن راشد قوة للخبر ، وعمرو بن راشد وثقة أحمد بن حنبل وغيره ،، انتهى – اور واضح ہو کہ مسند احمد کی روایت ''شمر بن عطية عن هلال عن وابصة،، بھی صحیح ہے ۔ کمزور ہے ۔ امید ہے اس مفصل تقریر سے یہ مقام حل ُشمر کی توثیق ابن نمیر ، ابن معین ، نسائی ، عجلی ، ابن سعد وغیر ھم نے کی ہے ۔ اور اصل حدیث کی تقویت کے لیے پانچویں طریق کو ذکر کرنا بے موقع نہ ہوگا اگرچہ وہ سندا ہوجائے گا ۔

تنبیہ :

لأنه قدروی من غير حديث هلال بن يساف عن زياد بن ابی الجعد عن وابصة ،، کے بعد جامع ترمذی مطبوعہ دہلی 1320ھ اور جامع ترمذی مطبوعہ بولاق مصر 1293ھ اور ترمذی متن تحفۃ الاحوزی میں یہ عبارت واقع ہے : '''' حدثنا محمد بن بشار حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن زياد بن ابی الجعد عن وابصة قالو،، واقع ہے اور یہ زیادۃ بے اصل ہے ۔ نساخ کی غلطی سے اس کا اضافہ ہوگیا ہے ۔ جامع ترمذی کے تین صحیح نسخے اس زیادۃ سے خالی ہیں :

طبقة بولاق مصر 1292ھ ملک الشيخ احمد الرفاعی المالکی ، وقد قرأ الكتاب فيها درسا وصححها وضبطها بخطه 1311ھ (1).

مخطوطة الشيخ عابد السندی محدث المدينة المنورة فی القرن الماضی ، وقد قرأها وصححها بنفسه فی سنة 1221ھ وهی من أصح النسخ (2).

مخطوطة دار الكتب العربية وتاريخها 726.......كذا حققه وذكره العلامة الشيخ احمد محمد شاكر القاضی الشرعی فی تعليقه علی جامع الترمذی (3).

(مصباح بستی / ربیع الآخر 1471ھ)

مولانا کھنڈیلوی اور وجہ ترجیح طریق هلال بن يساف عن زياد بن ابی الجعد عن وابصة

ماہنامہ ''مصباح،، میں اس فقیر کے نام سے جن علمی اور غیر علمی استفسارات کے جوابات شائع ہورہے ہیں ۔ وہ بالعموم بزمانہ ملازمت دارالحدیث رحمانیہ دہلی لکھے گئے ہیں ۔ جواب مدیر ''مصباح،، کی خواہش پر نظر ثانی کے بعد ان کے پاس بھیجے جاتے ہیں ۔ ان کے عنوانات وہ خود تجویز کرتے ہیں ۔ چنانچہ حدیث وابصہ بن معبد کی سند میں اختلاف اور امام ترمذی کی بیان کردہ وجہ ترجیح سے متعلق استفسار کے جواب میں تحریر لکھی گئی ہے ، اس کا عنوان ''مذاکرہ علمیہ،، مدیر ''مصباح،، کا اپنا قائم کردہ ہے ۔

محترم مولانا عبدالجبار صاحب کھنڈیلوی محدث دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کو اس تحریر میں ''چند مسامحات،، نظر آئے ، جن کی نشاندہی کے لیے آپ نے عربی میں ایک مقالہ تحریر فرما کر اشاعت کے لیے دفتر ''مصباح،، میں بھیج دیا ، لیکن مدیر کو ہدایت فرمادی کہ وہ اس کا بامحاورہ ترجمہ کردیں اور ''مصاح،، میں مع ترجمہ شائع کریں ۔ ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ اشاعت سے پہلے یہ مقالہ مجیب (عبیداللہ) کو نہ دکھایا جائے ، اگر کسی وجہ سے شائع نہ ہوسکے تو واپس کردیا جائے لیکن مجیب کو ہرگز نہ دکھایا جائے ۔ (اوکما قال) مقالہ عربی میں لکھنے اور مدیر ''مصباح،، کو ترجمہ کرنے کی ہدایت فرمانے ، اور اشاعت سے پہلے مجیب کو نہ دکھائے جانے کو مؤکد ہدایت کرنے کے کیا اسباب ہیں ؟ یہ فقیر ان کو سمجھنے سے قاصر ہے ، خدا کرے وہ مولانا کی علمی جلالت کے شایان شان ہوں ۔

مدیر ''مصباح،، نے اپنی پریشانیوں کی وجہ سے ترجمہ سے معذوری ظاہر کرتے ہوئے مقالہ واپس کردیا ، بڑی خوشی ہوتی اگر مولانا کا اصل عربی مقالہ مع ترجمہ کے پہلے ''مصباح،، میں شائع ہوا ہوتا ، کیوں کہ میرا مضمون ''مصباح،، ہی میں شائع ہوا تھا ۔ مولانا نے اپنا یہ مقالہ ''الہدیٰ،، میں اردو میں شائع کرایا ، البتہ امام ترمذی کے کلام بابت ترجیح طریق ''هلال بن يساف عن زياد بن ابی الجعد عن وابصة،، کی عربی شرح باقی رکھی اور اس کا خلاصہ ترجمہ کردیا ۔

یہ فقیر مولانا کا ممنون ہے کہ آپ نے اپنے اس تعاقب کے ذریعہ ، جو درحقیقت ایک علمی زلہ اور تقلید ضلالت کا اچھا نمونہ ہے ۔

اس عاجز کو اپنے جواب پر نظر ثانی کرنے کی طرف متوجہ فرمایا ، اس طرح ترمذی کا یہ مقام انشاء اللہ اور منقح ہوجائے گا ، اور اہل علم اور اصحاب ذوق پر ان ''چند مسامحات،، کی حقیقت واضح ہوجائے گی جو مولانا کو اصل جواب میں نظر آئے ۔

مدیران ''الہدیٰ،، اور ''مصباح،، مستحق شکریہ ہیں کہ وہ ایسے مضامین شائع کرکے اپنے قارئین میں خشک علمی مباحث کا ذوق پیدا کرنے کی کوشش کررہے ہیں ۔ خدا کرے کہ صرف ان کے قارئین ہی نہیں بلکہ تمام علماء اہل حدیث جنہیں بقول مولانا کے ''آج فن حدیث کے متعلق علمی مذاق نہیں رہا اور وہ اکثر ہمارے مدرسین جن کی تعلیم سطحی طریق پر ہوتی ہے اور جو مفہوم کتاب کو نہیں سمجھتے،، یہ سب کے سب اپنی موجودہ روش کو بدل دیں تاکہ مولانا کو پھر اس قسم کی دستاویز شائع فرما کر غیروں کی ہفوات کی تصدیق کا موقع نہ ملے ۔

ہماری یہ تحریر مولانا کے مضمون کو بغور پڑھنے کا نتیجہ ہے ناظرین سے گزارش ہے کہ وہ اسے پڑھنے کے وقت تکلیف فرما کر ''مصباح،، شمارہ نمبر :4 (ربیع الثانی 1371ھ) اور ''الھدی،، شمارہ نمبر :9 جلد :4 (یکم مئی 1953ء) ضرور سامنے رکھیں ، اور اگر جامع ترمذی بھی پیش نظر رہے تو اور بہتر ہوگا ۔

امام ترمذی نے اپنی ''جامع،، میں وابصہ بن معبد کی حدیث صرف دو طریق (سند) سے روایت کی ہے (نہ تین طریق سے کما توہم الشیخ محمد انور الکشمیری الدیوبندی فی أمالیہ).

حصين عن هلال بن يساف عن زياد بن ابی الجعد عن وابصة (1).

شعبه عن عمرو بن مرة عن هلال بن يساف عن عمرو بن راشد عن وابصة (2).

امام ترمذی نے پہلے طریق سے حدیث روایت کرنے کے بعد اوردوسرے طریق سے روایت کرنے سے قبل ، ایک طریق کودوسرے پر ترجیح دینے کے بارے میں محدثین کااختلاف ذکر کرتے ہوئے اپنا عندیہ بھی ظاہر کیا ہے اوراس کی وجہ بھی لکھ دی ہے پھر حدیث کودوسرے مذکورہ بالا طریق سے روایت کیاہے ۔ اختلاف علماء حدیث اوراپنا خیال ان الفاظ میں تحریر فرمایا ہے : ''واختلف أہل الحدیث فی ہذا فقال بعضھم : حدیث عمرو بن مرة عن ہلال بن یساف عن عمرو بن راشد عن وابصة أصح ، وقال بعضھم : حدیث حصین عن ہلال بن یساف عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصة اصح وہذا (ای حدیث حصین عن ہلال عن زیاد الخ) عندی أصح من حدیث عمرو بن مرة (عن ہلال عن عمرو بن راشد الخ یعنی : کون الحدیث من روایة زیاد عن وابصة أصح عندی من کونه من روایة عمرو بن راشد عن وابصة) لأنه قد روی من غیر حدیث ہلال بن یساف عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصة ،، انتھی

اس نشان زدہ عبارت کی تشریح کے سلسلہ میں راقم السطور نے لکھا تھا کہ ''من عیر حدیث ہلال بن یساف ،، میں لفظ ''حدیث ،، کے اعراب میں دو احتمال ہوسکتے ہیں پھر دونوں احتمالوں کی روشنی میں پوری عبارت توضیح کی تھی ۔

مولانا کھنڈیلوی نے پہلے احتمال کو تین وجہ سے اوردوسرے احتمال کو دو وجہ سے عیر صحیح قرار دیا ہے ۔ پھر پوری عبارت کی بزعم خویش صحیح ترکیب لکھی ہے اوراس کا مطلب واضح کرنے کی کوشش ہے ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مولانا کے یہ اعتراضات ''اعتراض برائے اعتراض ،، کی قسم سے ہیں ، اورنشان زدہ عبارت کی جو تشریح انہوں نے کی ہے وہ بھی سطحی نظر اور مفہوم عبارت نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے ، اور قطعا اس لائق نہیں کہ اسے ایسے عالم کی طرف منسوب کیا جائے ، جو اب علماء اہل حدیث میں فن حدیث کے متعلق علمی مذاق نہ رہنے کا شکوہ کررہا ہو ، اورہمارے مدرسین کی تعلیم وتدریس کے سطحی ہونے اوران کے مفہوم کتاب تک نہ سمجھنے کا دعویٰ کررہا ہو۔

مولانا نے پہلے احتمال کو(جس میں ہم نے لفظ حدیث کو ''ھلال ،، کی طرف مضاف اور ''رویٰ ،، کوفعل مجہول اور ''عن زیاد ،، کواس مامفعول مالم یسم فاعلہ بتایا ہے) غیر صحیح بنانے کےلیے ایک نحویانہ وجہ طویل عبارت میں تحریر فرمائی ہے ، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''لانہ ،، سے پہلے ''عمرو بن مرة ،، واقع ہے اس لیے وہ ''لأنہ ،، میں ضمیر متصل کا........ (جو اِن کا اسم ہے) مرجع ہوگا اور ''روی ،، اِن کی خبر ۔ اوراس کی ضمیر مرفوع مستتر کومرجع بھی وہی ''عمرو بن مرة ،، ہے ، اس لیے ''روی ،، لامحالہ فعل معروف ہوگا نہ کہ فعل مجہول ۔

مولانا ! یہ کس نحوی قاعدہ کی روسے ضروری ہوگیا کہ چوں کہ ''لأنہ ،، سے پہلے اوراس کے متصل ''عمرو بن مرة ،، ہے اس لیے وہی ''لانہ ،، میں ضمیر کا مرجع ہوگا ۔ آپ کا غالباً ان دو ضمیروں کے مرجع کی تلاش کی فکر کی وجہ سے ایک مشہور نحوی قاعدہ سے ذہول ہوگیا ۔

مولانا ! ضمیر شان اورقصہ بھی کوئی چیز ہے ؟ ''لانہ ،، میں ضمیر شان کی ہے جس کی تفسیر آگے کا جملہ کررہا ہے والمعنی : الأن الشان قد روی ای ذکر أو ورد من غیر حدیث ہلال لفظ عن زیاد عن وابصة ، یعنی : أن کون الحدیث من روایة زیاد عن وابصة أصح ، لأن لفظ عن زیاد عن وابصة قد روی من غیر حدیث ہلال ، والمراد بہذا الغیر ، ہو طریق یزید بن زیاد عن عبید بن ابی ابی الجعد عن زیاد عن وابصة ، وہذا کقولہ تعالی : لا تعمی الأبصار ،، فإن القصة لا تعمی الأبصار ، فالضمیر القصة ، ولا تعمی الأبصار مفسرہ لہ . اوراگر آپ کو اصرار ہے کہ ''لأنہ ،، میں ضمیر کا کوئی مرجع ایک متقدم ہونا چاہیے جو ''اِن ،، کا اسم ہو اور ''روی ،، اس کی خبر ۔ اورظاہر ہے کہ اس صورت میں ''اِنہ ،، اور ''روی ،، دونوں کی ضمیر کا مرجع ایک ہونا چاہیے تولیجئے ان دونوں ضمیروں کا مرجع وہی ہے جو اس سے پہلے ''ہذا عندی اصح من حدیث عمرو بن مرة ،، میں ''ھذا ،، اسم اشارہ کا مشار الیہ ہے ۔ والمعنی : وہذا أی حدیث حصین عن ہلال عن زیاد عن وابصة أصح عندی من حدیث عمرو بن مرة عن ہلال عن عمرو بن راشد عن وابصة ، أی کون الحدیث من روایة زیاد عن وابصة أصح من کونہ من روایة عمرو بن راشد عن وابصة ، لأنہ ای حدیث حصین عن ہلال عن زیاد عن وابصة ، قد روی من غیر حدیث ہلال عن زیاد عن وابصة أی روی عن زیاد عن وابصة من طریق آخر غیر طریق ہلال ، وہو طریق یزید عن عبید عن زیاد عن وابصة ، واالحاصل أنہ لم یتفرد حصین عن ہلال بذکر واسطة زیاد ، بل تابعہ علی ذلک یزید عن عبید ، فاتفق حصین عن ہلال ویزید عن عبید علی ذکر واسطة زیاد ، وروایة الحدیث من طریق زیاد بخلاف عمرو بن مرة عن ہلال ، فإنہ قد تفرد بذکر واسطة عمرو بن راشد ، ولم یتابعہ أحد علی ذلک ، ولذلک رجح الترمذی کون الحدیث من روایة زیاد عن وابصة .

اس توجیہ پر ''عن زیاد ،، ''روی ،، کے متعلق ہوگا لیکن ''لأنہ ،، میں ضمیر کا مرجع ''عمرو بن مرة ،، کسی حال میں نہیں ہوسکتا اورنہ ہی ''روی ،، صیغہ معروف ہوسکتا ہے کیونکہ اس صورت میں ترمذی کا یہ کلام بے معنی ہوجائے گا .کما سیأتی

مولانا نے پہلے احتمال پر دوسرا کلام یوں کیا ہے : اگر ''روی ،، کا مفعول مالم یسم فاعلہ عن زیاد عن وابصة بنایا جائے گا تو اختلاف ما بین الاسم والخبر لازم آئے کا ۔ الخ ۔

یہ بناء فاسد علی الفاسد ہے ''لانہ ،، میں جب ضمیر شان کی ہے اور "روی فعل مجہول ہے جس کا نائب فاعل لفظ ''عن زیاد عن وابصة ،، ہے تو اسم اورخبر اوران کے درمیان اختلاف کا قصہ ہی ختم ہوگیا ، یا اگر ''لانہ ،، اور ''روی ،، دونوں کی ضمیروں کا مرجع حدیث ہو (حسب ماینا) تو اسم وخبر کے درمیان اختلاف کہاں لازم آیا ؟

مولانا نے تیسرا کلام یوں کیا ہے : ''اکثر جار مجرور متعلق فعل یا شبہ فعل یا معنی فعل ہوتے ہیں ، اس کونائب فاعل بنانا صرف عن الظاہر ہے گو بعض اوقات جار مجرور نائب فاعل ہوتے ہیں جبکہ الفاظ مراد ہوں ، مگر یہاں پر متعلق جار مجرور فعل موجود ہے اوروہ ''روی ،، ہے ۔ انتھی

اکثر ،، کو تصریح اور ''گو بعض اوقات الخ ،، کے ذریعہ استثناء کے باوجود اس احتمال پر جس میں لفظ ''عن زیاد عن وابصة ،، کونائب فاعل بنانا مقصود ہے لیکن باوجود اس کے نہ معلوم کس غرض سے آپ نے کلام کا یہ نمبر بڑھادیا '' ۔ واضح ہوکہ یہاں جار مجرور یعنی ''عن زیاد الخ ،، کا متعلق ''روی ،، مذکورہ اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ لانہ میں ضمیر مرجع اورروی فعل مجہول کا نائب فاعل حدیث کما تقدم وسیأتی ایضا .

مولانا ! اسی سے ملتی جلتی ترمذی کی یہ عبارت بھی ہے : ''قال : وروی عن ابی عوانة عن خالد بن علقمة عن عبد خیر عن علی ، قال : وروی عنہ عن مالک بن عرفطة مثل روایة شعبة والصحیح عن خالد بن علقمة ،، ایک احتمال کی بناء پر لفظ عن خالد بن علقمہ الخ ''روی ،، اول کا نائب فاعل او رلفظ : ''عن مالک بن عرفطة ،، روی ، ثانی کا نائب فاعل ہوسکتا ہے اوراگر ''روی ،، کا نائب فاعل ضمیر مستتر کو بنایا جائے جس کا مرجع حدیث ہوگا تو حرف جار ''عن خالد ،، ''روی ،، مجہول کے متعلق ہوجائے گا ۔ مولانا نے دوسرے احتمال پر (جس میں ''من غیر حدیث ہلال بن یساف ،، میں لفظ ''حدیث ،، کو منون اور ''ھلال ،، الخ کو ''روی ،، کا نائب فاعل ہونے کی بناء پر مرفوع بتایا گیا ہے) پہلا کلام یوں کیا ہے ، ''حدیث ،، کو قطع اضافت کے ساتھ منون پڑھنا صرف عن الظاہر ہے ، اس پر کوئی قرینہ ہونا چاہیے ۔ انتھی ۔ مولانا جس احتمال کو ظاہر کہہ دیں وہ ظاہر ہے اورجس کو غیر ظاہر صرف عن الظاہر فرمادیں وہ غیر ظاہر اور محتاج قرینہ ہے ۔ ہذا شئی عجیب ۔

مولانا ! اگر ''حدیث ، کو غیر منون مع اضافت پڑھنا ظاہر ہے تو منون مع قطع الاضافت پڑھنا اظہر ہے ۔ اس کی تقویت وتائید ''نصب الرایہ ،، کی اس عبارت سے ہوتی ہے جس کو زیلعی نے عبارت مبحوثہ عنہا کی بجائے جامع ترمذی ،، سے یوں نقل کیا ہے ۔ ''وہو عندی أصح من حدیث عمرو بن مرة ، لأنہ روی من غیر وجہ عن ہلال عن زیاد عن وابصة .

اگریہ عبارت نقل بالمعنی ہے کما ہوالظاہر تواس سے واضح طورپر یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ زیلعی نے ''من غیر حدیث ھلال ،، میں ''حدیث ،، کومنون پڑھا ہے اس کو طریق کے معنی میں لیا ہے مطلب یہ ہوگا کہ اس حدیث (طریق) کے علاوہ کئی حدیث (طریق) سے ''عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ ،، روایت کیا گیا ہے یا حدیث مذکور طریق مذکورہ کے علاوہ کئی طریق سے ''ہلال عن زیاد عن وابصۃ ،، سے مروی ہے ۔ اوراس کئی طریق سے مراد ثوری ، شعبہ ، ابن عیینہ ، عبشر عن ھلال کے طرق ہیں ۔ کہ یہ چاروں ''ھلال ،، سے اوپر ''زیاد عن وابصۃ ،، ذکرکرتے ہیں ۔ بخلاف شعبہ عن عمرو بن مرۃ ،، کے کہ وہ ''ھلال ،، سے اوپر ''عمرو بن راشد ،، ذکرکرنے میں متفرد ہیں اوریہ ایسا ہے جیسا کہ امام ترمذی ''باب المسح علی الخفین للمسافر والمقیم میں ''عاصم بن ابی النجود عن زر عن حبیش عن صفوان ،، کے طریق سے حدیث روایت کرنے اورمذاہب وغیرہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں : ''وقد روی ہذاالحدیث عن صفوان بن عسال من غیر حدیث عاصم ،، انتھی -1/160(909).

مولانا نے دوسرے احتمال پر دوسرا کلام یوں کیا ہے :

حدیث ،، کومنون مع قطع الاضافت پڑھنے سے یہ لازم آتا ہے کہ ''روی ،، کا نائب فاعل ایک ذات مشخص ہو اوریہ خلاف محاورہ عرب ہے اکثر ''روی ،، کا اطلاق حدیث وطریق وسند پر ہوتا ہے نہ کسی ذات مشخص پر، فلا یقال '' روی زید بل یقال روی عن زید اَوروی ہذاالسند من طریق فلان وغیرہ ۔ پس ''وری ،، کوفعل مجھول اور ''ھلا بن یساف ،، کونائب فاعل بنانا صحیح نہیں ہے ،، ۔ انتھی ۔

گزارش یہ ہے کہ جب یہاں لفظ ''ھلال عن زیاد ،، الخ کو نائب فاعل بنانا مقصودومراد ہے ، تو ''روی ،، کا نائب فاعل ذات مشخص کا ہونا کس طرح لازم آگیا ؟ پھر ایک طرف توآپ ذات مشخص کا ''روی ،، نائب فاعل ہونا خلاف محاورہ عرب قراردیتے ہیں لیکن اس کے بعد فوراً ہی محاورہ عرب یوں بیان کرتے ہیں :

اکثر روی کا اطلاق حدیث وطریق وسند پر ہوتا ہے نہ کہ ذات مشخص پر، آپ کی ''اکثر قید سے صاف نکلتا ہے کہ کبھی کبھار ''روی ،، کا اطلاق ذات مشخص پر بھی ہوتا ہے ۔ پس اس کے بعد ''فلا یقال روی زید ،، کا محاورہ پیش کرنا '' کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے ؟ کیوں کہ جب ''اکثر ،، کی قید کی رو سے بعض اوقات ذات مشخص پر بولنے کا جواز آپ کے کلام سے ثابت ہے تو فلا یقال الخ کے ذریعہ بالکلیہ اس کی نفی کرنی درست نہیں ہوسکتی، اورہمارے نزدیک تو'' روی زید ،، کہنا درست ہے اگر لفظ مراد ہو پھر اَوروی ہذاالسند من طریق فلان ،، کا محاورہ لکھ کر توآپ نے اس عاجز کی پوری تائید فرمادی ہے ورنہ ایک مہمل جملہ بول گئے ہیں ۔ تفصیل اس کی یہ ہے : ''سند ،، کہتے ہیں ''اخبار عن طریق المتن ،، کو (الفیہ ، سیوطی ،تدریب الراوی وغیرہ) یا "حکایۃ طریق المتن" کو (شرح نخبہ) یعنی ''سند ،، نام ہے : ''اسماء رواۃ متن ،، کا ۔ بناء علی ما نقل عن الحافظ .

پس مولانا کے نقل کردہ محاورہ میں ''سند ،، سے مراد ''اسماء رواۃ ،، ہوں گے اورمطلب یہ ہوگا کہ : یہ اسماء رواۃ فلاں کے طریق سے روایت کیے گئے ہیں اب اسماء سے مراد الفاظ ہوں گے یا ان کے مسمیات ، یعنی : ذوات مشخصہ ۔ اگر پہلی شق مراد ہے توہماری مؤید ہوئی ، اس لیے کہ ہم نے لفظ ھلال عن زیاد کو جو اسماء رواۃ ہیں ''روی ،، کا نائب فاعل بنایا ہے ۔ اگر دوسری شق مراد ہے توآپ کے اس پیش کردہ محاورہ کی رو سے ذات مشخصہ پر ''روی ،، کے اطلاق کا جواز ہی نہیں بلکہ اس کا محاورہ ہونا ثابت ہوتا ہے ۔ اورآپ کے اس محاورہ کا بے معنی (مہمل) ہونا اس طرح محقق ہے کہ ''سند ،، نام ہے ''طریق متن ،، (اسماء رواۃ) کا اور ''طریق ،، نا ہے ''سند ،، کا تو 'روی ہذا السند من طریق فلان ،، کا معنی یہ ہوا کہ یہ سند فلاں کی سند سے یا یہ طریق فلاں کے طریق سے روایت کیا گیا ہے وہذا کما تری لیس لہ معنی صحیح اللہم اِلا اَن یکون المراد ، اَنہ روایت ہذہ القطعۃ من السند من طریق فلان اَی ورد ذِکرُ ہولاء الرواۃ من طریق فلان ، وہذا یؤید کلامنا فی انشاء الاِحتمالین مولانا کو تکثر ''مسامحات ،، کی دھن میں یہ خیال نہیں رہا کہ ان کا قلم کیا لکھ رہا ہے ۔ انا اللہ الخ ، بہرکیف ان مختصر گزارشات سے قارئین کرام پر واضح ہوگیا ہوگا کہ مولانا نے ہمارے لکھے ہوئے دونوں احتمالوں پر جن چندوجوہ سے کلام کیا ہے ان کا ''وزن ،، کیا ہے ، اورہماری تحریر میں آپ کو جوچند مسامحات نظر آئے ، ان کی کیا حقیقت ہے ۔ مولانا ۔ ۔ ۔ ۔ !واِن تعودوا نعد الخ .

قارئین کرام سے اب عرض ہے کہ مولانا نے امام ترمذی کے کلام مشتمل بروجہ ترجیح طریق ''زیاد عن وابصۃ ،، کی عربی میں جوتشریح فرمائی ہے اسے اوراس پر ہماری تنقید کو بغور ملاحظہ فرمائیں ۔ مولانا نے نہ معلوم اس حصہ کی عربی کیوں باقی رکھی ؟ شاید اس لیے کہ ان کی اس تشریح وتوجیہ کا ماخذ بھی عربی میں ہو ۔ واللہ اعلم ۔

بہرحال حال مولانا کے تشریح الفاظ یہ ہیں :

قال ابو عیسی الترمذی : اِن ہذا المعلوم ، من غیر حدیث ہلال بن یساف ، عن زیاد بن ابی الجعد عن مرۃ ، لاَنہ اَی عمرو بن مرۃ قد روی بصیغۃ المعلوم ، من غیر حدیث ہلال بن یساف ، عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ ، فلفظ روی فی '' کلام الترمذی بصیغۃ المعلوم لا بصیغۃ المجھول ، ولفظ عن زیاد متعلق بروی المذکور وفاعل روی عمرو بن مرۃ ،، انتہی کلام الشیخ الکندہلی (الکھندیلوی) .

قلت : کلا بل قولہ روی علی بناء المفعول لا ابناء الفاعل ، والضمیر المتصل فی قولہ لاَنہ لیس لعمرو بن مرۃ ، بل ہو ضمیر الشان وحرف الجار ، ای قولہ عن زیاد لیس متعلقا بروی المذکور ، بل ہو نائب فاعل لقولہ روی ، بناء علی ان المراد منہ اللفظ لا المعنی ، کما اوضحنا ذلک غیر مرۃ ، واَما علی ماقال الشیخ فیفسد المعنی ، ولا یصح کلام الترمذی ہذا ، فاِن قولہ ''لاَنہ قد روی من غیر حدیث ہلال بن یساف ،، یقتضی علی شرح الشیخ ، ان عمرو بن مرۃ روی حدیث وابصۃ من حدیث آخر ، غیر حدیث ہلال بن یساف ، ای روی من طریق آخر غیر طریق ہلال ، ثم جعل وقولہ : عن زیاد متعلق بروی المذکور ، یقتضی اَن عمرو بن مرۃ رواہ عن زیاد مباشرۃ ، اَی من غیر واسطۃ ، واَن روایۃ عمرو بن مرۃ عن زیاد بلا واسطۃ ہی غیر حدیث ہلال ، یعنی طریق عمر بن مرۃ عن زیاد غیر طریق ہلال ، وہو الذی فہمہ صاحب العرف الشذی ، بناء علی ما وقع فی النسخۃ الاَحمدیۃ وغیرہا من النسخ المطبوعۃ لجامع الترمذی ، بعد ذلک من زیادۃ قولہ ''حدثنا محمد بن بشار نا محمد بن جعفر نا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ ،، . قال صاحب العرف بعد ذکرہ : "ہذا حدیث زیاد بن ابی الجعد غیر حدیث ہلال بن یساف عنہ ،، انتہی ، لکن ہذا کلہ مخالف لما ذکرہ الشیخ الکندہلی بعد شرحہ المتقدم ، حیث قال : '' فرجع الترمذی ہذا اَی حدیث زیاد بن ابی الجعد علی حدیث عمرو بن راشد ، لاَنہ قد روی من طریقین :

طریق حصین عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ ، (1)

وطریق عمرو بن مرۃ عنہ ہلال عن زیاد عن وابصۃ ،، انتہی ، فاِن ہذا صریح فی اَن عمرو بن مرۃ لم یروہ عن زیاد مباشرۃ ، بل روی بواسطۃ ہلال ، اَعنی : اَن کلامہ ہذا یدل صریحا علی اَنہ بین عمرو بن مرۃ وبین زیاد واسط ہلال ، وہذا کما تری (2) مناقض ، لما یدل علیہ کون ''عن زیاد ،، متعلقا بروی المذکور ، من اَن عمرو بن مرۃ روی عن زیاد مباشرۃ ، ای بلا واسطۃ ، ومخالف لما یدل علیہ الزیادۃ المذکورۃ .

ثم اِن قول الشیخ فی بیان الطریق الثانی : وطریق عمرو بن مرۃ عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ ، مخالف لشرحہ ، اَن عمرو بن مرۃ روی حدیث زیاد من غیر حدیث ہلال ، فاِن ہذا ظاہر فی اَن عمرو بن مرۃ لم یروہ من طریق ہلال ، بل من طریق آخر غیر طریق ہلال .

وفیہ ایضا اَن کلامہ لبیان الطریق الثانی ، یقتضی اَن قولہ الترمذی ''عن زیاد ،، فی بیان وجہ الاَصحیۃ ،، لیس متعلقا بروی المذکور ، بل ہو متعلق بروی المقدر بعد قولہ ''ہلال ،، وہذا لمن تامل تاَملا صادقاً .

ثم نسال الشیخ الکندہلی بعد الإغماض والإغضاء عن کلامہ ، للتناقض الذی لایظہر إلا من رجل ینسیہ آخرہٗ کلامہ أولہ ، أن یمن علینا بذکر من خرج ہذا الحدیث من طریق عمرو بن مرۃ عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ ، وتعیین الکتاب الذی خرج فیہ من ہذا الطریق ، ونحن نقول جہاراً ، وقولنا حق ، أن حدیث وابصۃ لم یرو من ہذا الطریق أی طریق عمرو بن مرۃ عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ أصلا ، وانہ لا أصل بل ولا أثر لہ فی کتب الحدیث ودواوینہ ، فہو مما اخترعہ الشیخ الکندہلی لعدم فہمہ کلام الترمذی ، ونسأل أیضا من وافق صاحب العرف الشذی ، أن یذکر لنا الذی خرجہ من طریق عمرو بن زیاد عن وابصۃ .

وأما ماوقع فی نسخ الترمذی المطبوعۃ ، من قولہ حدثنا محمد بن بشار نا محمد بن جعفر نا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن زیاد عن وابصۃ ، فہی زیادۃ لا أصل لہا ، وہی خطا کما نبہنا علی ذلک فی جوابنا أولا ، ویدل علی کونہا خطأ ، أیضا أنہ لم نجد فی کتب الرجال عمرو بن مرۃ فی تلامذۃ زیاد بن أبی الجعد ، ولا زیادا فی شیوخ عمرو بن مرۃ ، فلا نشک فی أن عمرو بن مرۃ ، لایروی عن زیاد ، ومن ادعی أن عمرو بن مرۃ ، لایروی عن زیاد ، ومن ادعی أن عمروا ہذا أخذ الحدیث عن زیاد ، وأنہ من تلامذتہ ، فلیأتنا بدلیل علی ذلک ولایمکن لہ ہذا أبدا وإنی أتعجب من الشیخ الکندہلی ، أنہ لم یلتفت إلی ماکتبت فی جوابی تحت عنوان ''تنبیہ ،، نقلا تعلیق الشیخ أحمد محمد شاکر علی جامع الترمذی .

ثم نقول : لو کان مقصود الترمذی ماذکرہ الشیخ الکندہلی ، لکان کلام الترمذی ہکذا '' لأنہ (أی عمرو بن مرۃ) <u>قد روی أیضا ، عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ</u>، یعنی : أن حدیث حصین عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ أصح وأرجح من حدیث عمرو بن مرۃ ہلال عن عمر بن راشد عن وابصۃ ، لأن حصینا لم یرو عنہ خلاف ماذکر ، وأما عمرو بن مرۃ الذی روی عن ہلال عن عمرو بن راشد عن وابصۃ ، لأن حصینا لم یرو عنہ خلاف ماذکرن وأما عمرو بن مرۃ الذی روی عن ہلال عن عمرو بن راشد عن وابصۃ ، فقد روی خلاف ہذا ، أی روی عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ ، موافقا لحدیث حصین عن ہلال فی السند .

ثم قال الشیخ الکندہلی : ''فالحدیث الذی روی من طریقین أصح وأرجح من الحدیث الذی روی من طریق واحد ،، انتہی ، وقال صاحب العرف : ''فالحدیث الذی بطریقین أصح من الذی بطریق واحد ،، انتہی .

قلت : لیست ہذہ قاعدۃ کلیۃ ، فکم من حدیث لہ طرق واسانید ، قد رجح علیہ حدیث لہ طریق واحد ، وہذا إذا کان فی طریق فی الأول ضعف یسیر ، قد انجبر بکثرۃ طرقہ ، وبلغ بذلک الی درجۃ الحسن ، وکان طریق الثانی صحیحا لذاتہ فی أعلی مراتب الصحۃ ، فان الترجیح فی مثل ہذا للثانی ن وکذا إذا کانت طرق الاول ضعیفۃ جداً أو اہیۃ ، وطریق قویۃ صحیحۃ .

ثم قال الشیخ الکندہلی : ''وبین الأمام الترمذی بعد ذلک ، ہذین الطریقین بالسندین ،، انتہی .

لم یبین الشیخ ، أنہ ماذا أراد بالطریقین وبالسندین ؟ ، ولم یوضح أنہ کیف بین الترمذی ہذین الطریقین بالسندین ؟ ، ولا أدری ماوجہ الإجمال والإبہام ؟ مع أن المقام مقام الکشف والإیضاح لا الابہام ، والمحل محل الشرح والتفصیل لا الإجمال والإختصار ، وإنی أعترف بأنہ لم یتحصل لی من کلامہ ہذا شیٔ ، فان التعریف باسم الإشارۃ واللام فی قولہ ''ہذین الطریقین ،، یقتضی أن المراد بالطریقین ، الطریقان اللذان ذکرہما الشیخ قبل ذلک بقولہ ''لأنہ روی من طریقین : (1) طریق حصین عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ

وطریق عمرو بن مرۃ عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ ، لکن من المعلوم أن الترمذی لم یبین ہذین الطریقین فیما بعد أصلا ، فإنہ لم یذکر بعد بیان وجہ الترجیح إلا طریقا واحدا لا طریقین ، وہذا الطریق الواحد ، ہو طریق : ''عمرو بن مرۃ عن ہلال (2) عن عمرو بن راشد عن وابصۃ ،، علی مافی النسخ الصحیحۃ لجامع الترمذی من سقوط الزیادۃ التی تقدم التنبیہ علیہا ، أو ذکر طریقین : الأول : طریق عمرو بن راشد الذی ذکرناہ آنفا ، ولا شک أن ہذین الطریقین ، غیر الطریقین الذین ذکرہما الشیخ ، وإن أراد بقولہ أن الترمذی بین الطریقین ، أی طریق عمرو بن مرۃ عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ ، وطریق عمرو بن مرۃ عن ہلال عن عمرو بن راشد عن وابصۃ ، أو أراد أن الترمذی بین طریق زیاد عن وابصۃ وطریق عمرو بن راشد عن وابصۃ بالسندین یعنی بین طریق زیاد بسند محمد بن بشار عن محمد بن جعفر عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن زیاد عن وابصۃ (علی مافی النسخۃ الأحمدیۃ وغیرہا من الزیاد) ، وبین طریق عمرو بن راشد بسند محمد بن بشار عن محمد بن جعفر عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ہلال عن عمرو بن راشد عن وابصۃ ، ففیہ أن ہذا یخالفہ ماتقدم فی کلام الشیخ أن فی طریق زیاد عن وابصۃ واسطۃ ہلال بین عمرو بن مرۃ وبین زیاد ، وسیاق الزیادۃ التی قلنا أنہا مما لا أصل لہ ، صریح فی أنہ لا واسطۃ بینہما ، بل روی عمرو بن مرۃ عن زیاد مباشرۃ ، من غیر واسطۃ ہلال .

وبالجملۃ قول الشیخ ''وبین الترمذی ہذین الطریقین بالسندین ،، غیر مستقیم ، وإنی أظن انہ أجمل الکلام ہنا ، لأنہ لم یمکن لہ تفصیل ذلک ، ولم یتمکن من توفیق ماعلق بذہنہ ، بما وقع فی جامع الترمذی من سیاق الکلام بعد ذلک ، ہذا وقد وافق الشیخ الکندہلی صاحب العرف الشذی فی أول شرحہ ، وخالفہ فی آخرہ ، کما لایخفی علی من عارض وقابل شرح الشیخ ، بتقریر صاحب العرف ، وکلاہما قد ضلا عن مراد الترمذی ، وأخطأ فی فہم کلامہ کما أوضحنا ذلک ، وانتقدت شرح الشیخ بالعربیۃ اتباعا لہ ، ولم یکن لی بد من ہذا ، فلا یلومنی أحد علی ذلک .

مولانا نے شیخنا الاجل حضرت علامہ مبارکپوری پر اس توجیہ کے پیش کرنے اوران سے اس مقام کی شرح نہ کرنے کی شکایت کا تذکرہ فرمایا ہے ، اور حضرت ممدوح کا جواب ان الفاظ میں ذکر کیا ہے :

ہمارا خیال اس طرف (اس توجیہ کی طرف یا اس مقام کی شرح کی طرف) نہیں گیا ۔ مگر ہم نے اس کی طرف (اس توجیہ کی طرف یا اس مقام کی شرح کی طرف) اشارہ کردیا ہے کہ فعل ''روی ،، کو ہم نے معروف لکھا ہے ۔ '' (روی فعل معروف اور مجہول دونوں کی کتابت یکساں اور دونوں کا رسم خط ایک ہے) اس پر ہم نے اعراب دے دیا ہے ،، (یہ ضبط بالقلم : یعنی : ضبط بالحرکات ہے جو چنداں قابل وثوق نہیں ، اصلا لائق اعتماد ضبط باللفظ ہوتا ہے اور وہ یہاں موجود نہیں) ۔

مولانا کی ''ثقاہت ،، کے پیش نظر تو اس ''حکایت ،، بارے میں شک کرنا مشکل ہے ، لیکن ''درایۃ ،، ہمیں اس امر میں تامل ہے کہ حضرت شیخ نے وہ کچھ فرمایا جو اس غلط توجیہ کی تقویت کے لیے اس ''داستان ،، میں ان کی طرف بصورت الفاظ مذکورہ منسوب کیا گیا ہے بین القوسین کچھ اس طرف اشارہ کردیا گیا ہے ۔ مختصرا کچھ اور بھی عرض ہے :

یہ قصہ اگر پیش آیا ہوگا تو اس وقت جبکہ حضرت تحفہ جلد ثانی کی طباعت کے لیے دہلی تشریف لے گئے تھے ، اور ان دنوں ضعف بصر کی شکایت آپ کو شروع ہو چکی تھی ، خود کوئی تحریر اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے تھے ، اور نہ لکھ سکتے تھے ۔ نہ معلوم آپ اس توجیہ کو حضرت پر واضح طریقہ پر پیش کرسکے یا نہیں ؟ اور حضرت نے غور سے سنا یا نہیں ؟ اور سننے کے بعد بطور خود ناقدانہ نظر ڈالنے کا موقع آپ کا ملا یا نہیں ؟ ان احتمالات کی بناء پر یقین نہیں ہوتا کہ جناب کی پیش کردہ توجیہ سن کر حضرت نے وہ کچھ فرمایا ، جو آپ نے ان کی طرف منسوب کیا ہے ۔ حضرت کی ایک بڑی امتیازی خصوصیت یہ تھی مسائل ، فتاویٰ اور اہم علمی مباحث میں عاجلانہ فیصلہ نہ فرمانا ، بلکہ انتہائی غور و خوض اور تدبر اور امعان نظر کے بعد فیصلہ اور حکم صادر فرمانا اور مخالف یا موافق رائے قائم کرنی ۔ مخالف کی تحریر کو کڑی تنقیدی نظر سے ملاحظہ فرمانا اور غور و فکر کے بعد اٹل اور جچی تلی رائے کا اظہار اور ان میں غایت درجہ کی احتیاط ۔ اس حقیقت کے پیش نظر راقم السطور کے لیے اس کا باور کرنا مشکل ہے کہ حضرت نے کیف ما اتفق آپ کی زبان سے یہ توجیہ سن کر اس پر صادر فرمادیا ہو اور ''روی ،، کی اعراب دے کر اس مقام کی شرح نہ کرنے کی تلافی کی اور اس توجیہ کی طرف اشارہ کردینے کی خبر دے دی ہو ۔ اس قسم کی ''چلتو اور درسگاہی باتیں کرنا ،، حضرت کا شیوہ نہیں تھا ۔

و نیز تحفہ کا متن جامع ترمذی مطبوعہ مطبع احمد 1266 ہجری کی نقل ہے ۔ اس میں جا بجا اعراب لگایا ہوا ہے ان میں بعض غلط بھی ہیں جن کو تحفہ کے متن میں درست کردیا گیا ہے ، اور کہیں بے خیالی کی وجہ سے اتفاقی طور پر ''نقل

مطابق اصل ،، غلط اعراب چھپ گیا ہے کما ستعرف ، قصداً وہ اعراب باقی نہیں رکھا گیا ہے اور حضرت نے تحفہ کے متن میں شاذ ونادر اعراب لگایا ہے ۔ اعراب دے کر ضبط کرنے کا اعراب وخیال تو قطعا نہیں تھا ۔

عبارت مبحوثہ عنہا مین '' روی ،، کو احمدیہ نسخہ میں اعراب دے کر ضبط کیا گیا ہے ، جو غلطی ہے اس کے طابع وناشر ومحشی مولوی احمد علی صاحب مرحوم سہارنپوری محشی بخاری کی ۔ کاتب نے احمدیہ نسخہ میں جب لکھا ہوا دیکھا ، ویسا ہی تحفہ کے متن میں نقل کر دیا اور حضرت کو اس طرف توجہ نہیں ہوئی قصداً آپ نے یہ اعراب باقی نہیں رکھا ہے ۔ بلکہ جیسے اور بعض محتاج شرح وضبط مقامات کی تحقیق وضبط اتفاقی بے خیالی کی وجہ سے رہ گئی (اور اس حادثہ سے شاید ہی کوئی شارح محفوظ رہا ہو) ، اور جیسا کہ احمدی نسخہ میں تھا ویسا ہی کاتب نے لکھا اور چھپا ۔

یہی اس مقام کے ساتھ بھی پیش آیا ہے ۔ جب حضرت کا خیال اس مقام کی شرح کی طرف گیا ہی نہیں ، جیسا کہ مولانا نے آپ کی طرف منسوب فرمایا ہے ، تو شرح کی تصنیف کے وقت '' روی ،، کو اعراب دے کر اس مقام کی شرح کی طرف یا اس توجیہ کی طرف اشارہ کرنے کا خیال آگیا ؟ بہر کیف آپ نے اپنے قلم سے یہ اعراب نہیں دیا ہے ، بلکہ یہ احمدی نسخہ کی نقل ہے ۔ اور نہ آپ نے قصدا یہ اعراب باقی رکھا ہے ، بلکہ یہ بے خیالی سے باقی رہ گیا ہے ۔

چند مثالیں ملاحظہ کے لیے عرض کی جاتی ہیں :

(1) احمدی نسخہ ص : 1227 اور متن تحفہ ص : 277 دونوں میں '' ما من يَغلِقُ بَابَہ ،، مطبوع ہوگیا ہے حالانکہ اس حدیث کے آخر میں '' إلا أغلق الله أبواب السماء ،، موجود ہے جس سے باب کی تعیین ہوجاتی ہے ، اور یہ بھی معلوم ہے کہ '' غَلَقَ يَغلِقُ ،، لغۃ رویۃ ہے جو شاذ ونادر استعمال ہوتی ہے پھر اصح من نطق بالضاد کے کلام میں '' اغلق ،، لغت فصیحہ موجود ہوتے ہوئے '' يغلق ،، کا ضبط غلط نہیں تو اور کیا ہے ، اس کو بے خیالی پر محمول نہ کیا جائے تو کس پر محمول کیا جائے !! ۔

(2) احمدی نسخہ ص : 1185 اور متن تحفہ ص : 178 دونوں میں '' من يهده ن ی الله ،، مطبوع ہے ، اور یہ ضبط خلاف قاعدہ ہے ، ہونا یوں چاہیے : من يهده ن ی الله ۔ چنانچہ شرح میں قاعدہ کے مطابق اٹھایا گیا ہے (من يهدی الله) لکھ کر اختلاف نسخہ دیا گیا ہے ۔

(3) '' ليثری ،، احمدی نسخہ ص : 115 اور متن تحفہ 2 20 دونوں میں لیَثری بہ مالہ ،، بفتح الیاء مطبوع ہے ۔ جو غلط ہے اور شرح میں '' ليثری ،، اٹھا کر '' من الإثراء ،، لکھا گیا ہے ۔ اس لیے اس کا صحیح ضبط یوں ہوگا : .

(4) نسخہ احمدی اور متن تحفہ 2 365 دونوں میں '' فإن لم يُتهيأ ، بضم الیاء مطبوع ہے اور یہ غلط ہے ۔

آخر میں مولانا حدیث '' وابصہ ،، کی سند کے اخلاف واضطراب کو یوں دفع فرماتے ہیں : '' لا بعد فی کونہما صحیحین ، بأن یکون ہلال أخذ من زیاد بن أبی الجعد وعمرو بن راشد کلیہما ، وأخذ عمرو بن مرۃ وحصین کلاہما عن ہلال بن یساف ،، انتہی .

قلت : نعم لا بعد فی ذلک بل ہو المتعین ، لکن لا یلزم من ذلک أن عمرو بن مرۃ أخذ ہذا الحدیث عن ہلال عن زیاد عن وابصۃ کما توہم .

پھر مولانا نے اس فقیر کا یوں شکریہ ادا کیا ہے : '' ہم آپ کے بہت ہی مشکور ہیں کہ آپ نے اس قسم کے مذاکرات علمیہ پیش کر کے قوم میں ایک علمی بیداری پیدا کی ۔ ،،

اس فقیر نے وہ تحریر '' مذاکرہ علمیہ ،، کے طور پر نہیں پیش کی تھی ۔ وہ تو صرف ایک استفسار کا جواب تھا جس پر جناب نے تعاقب فرمایا ۔

مذاکرۂ علمیہ کا عنوان مدیر '' مصباح ،، نے قائم کیا ہے ۔ اور دو ایک استفسارات کے جوابات سے قوم میں کیا بیداری ہوگی ؟ ہاں جناب کے تعاقب کی مندرجہ ذیل عبارت سے شاید قوم کو کچھ غیرت آجائے اور لوگوں میں کچھ بیداری پیدا ہو جائے ۔ آپ فرماتے ہیں : '' آہ آج علمی مذاق علماء اہل حدیث میں فن حدیث کے متعلق نہیں رہا ۔ اکثر ہمارے مدرسین کی تعلیم سطحی ہوتی ہے مفہوم کتاب کو نہیں سمجھتے ہیں ۔ ،،

مولانا ! لکھتے وقت آپ کو خیال نہ رہا ، آپ اب سوچئے کہ یہ کیا کچھ لکھ گئے ہیں ، عام مدرسین اہل حدیث کے متعلق یہ محکمانہ فیصلہ فرما کر کہ ان کی تعلیم سطحی ہوتی ہے اور وہ مفہوم کتاب کو نہیں سمجھتے ، آپ نے کس کو تقویت پہنچائی ہے ؟ مقلدین کو ، ان کے طعنوں اور ہفوات کی تصدیق فرما کر ہمیشہ قائم رہنے والی ایک دستاویز دے دی ہے ۔ انا اللہ الخ ۔ جناب نے اخبار اور رسالہ کو بھی درس گاہ سمجھ لیا کہ طلبہ کے سامنے درسگاہ کے اندر زبان پر جو کچھ آیا کہتے گئے ، اسی طرح اخبار اور رسالہ میں بھی لکھتے چلے گئے اور انجام پر غور نہیں کیا ۔ اس کی شکایت مدیران '' الہدی ،، و '' مصباح ،، سے بھی ہے کہ انہیں بھی اس کا احساس نہیں ہوا ، اور ان کو بھی صحافی وجماعتی ذمہ داری کا خیال نہیں رہا ۔ آخر میں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ یہ تنقید محض نصحا لطلبۃ العلم ونصحا للجماعۃ لکھی گئی ہے مولانا کھنڈیلوی یا اور کسی بزرگ کو اس میں کچھ تلخی محسوس ہو تو معاف فرمائیں گے کہ بالقصد تلخی پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی گئی ہے . عفا اللہ عنی وعن سائر المسلمین

(مصباح بستی شوال وذی القعدہ 1371ھ)

حضرت مولانا کھنڈیلوی کا عربی مقالہ واپس کر دیا گیا تھا اور یہ عرض کیا گیا تھا کہ ترجمہ فرما کر ارسال فرمائیں ۔ ہماری دلی خواہش تھی کہ موصوف کا یہ تعاقب ضرور شائع ہو ، مگر ہمیں شدید انتظار کے باوجود مضمون نہیں ملا ، بلکہ '' الہدیٰ ،، دربھنگہ میں شائع ہوا ، مدیر نے بغیر غور کے '' الہدی ،، کا تراشہ کاتب کے پاس بھیج دیا ، تصحیح کے وقت بالعموم نظر الفاظ کی تصحیح اور ترتیب پر ہوتی ہے چنانچہ مولانا کھنڈیلوی کا اتنا سنگین الزام بغیر ادارتی نوٹ کے شائع ہوگیا ، جس کی میں علماء اہل حدیث اور مدارس اہل حدیث کے اساتذہ سے معافی چاہتا ہوں ۔ غور فرمائیے مولانا کھنڈیلوی فرماتے ہیں کہ : '' اکثر ہمارے مدرسین کی تعلیم سطحی طریق پر ہوتی ہے مفہوم کتاب کو نہیں سمجھتے ہیں ۔ ،، یہ ہے الزام ، انا للہ ، اکثر کا لفظ اتنا جامع ہے کہ مولانا کھنڈیلوی جیسے گنے چنے علماء کو چھوڑ کر بقیہ دار السلام عمر آباد ، مدرسہ فیض عام ومدرسہ عالیہ مئو ، مدرسہ محمدیہ عربیہ رائیدرک ، رحمانیہ دہلی وغیرہ چھوٹے بڑے تمام مدرسوں کے اساتذہ کی تعلیم سطحی ہے یہ بیچارے کتاب کا مفہوم نہیں سمجھتے بس قال قال جانتے ہیں ، '' اکثر ،، کا لفظ اتنا جامع ہے کہ خود احمدیہ سلفیہ کے مدرسین بھی اس کی زد سے باہر نہیں ، جس میں مولانا بھی درس دیتے ہیں اس سے بڑھ کر کوئی غیر اور کیا الزام لگائے گا جو مولانا نے لگایا ہے ۔ ہم مولانا عبید اللہ صاحب رحمانی کے مشکور ہیں کہ آپ نے ہمیں اپنی صحافی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی ، اور اہل حدیث کے تمام مدارس کے اساتذہ اور علماء سے معافی کا ہم کو موقع ملا ۔ جزاک اللہ ۔ عبد الجلیل رحمانی مدیر '' مصباح ،،

قارئین ''مصباح ،، کو یاد ہوگا کہ ترمذی ''ماجاء فی الصلوۃ خلف الصف وحدہ ،، میں حضرت وابصہ بن معبد کی حدیث کی سند میں اختلاف اور اس پر امام ترمذی کی کلام کے متعلق ایک استفسار کے جواب میں ، راقم الحروف کا مفصل مضمون ''مصباح ،، جلد : 1 شمارہ نمبر : 4 میں شائع ہوا تھا ۔ اس جواب پر مولانا کھنڈیلوی نے تعاقب لکھا جو پہلے ''الھدی ،، دربھنگہ میں ، پھر ''مصباح ،، جلد : 1 شمارہ نمبر 8 9 میں شائع ہوا ، پھر اس تعاقب کا جواب ''مصباح ،، ج : 1 ، ش : 10 11 میں شائع کیا گیا اس کے بعد مولانا شامرودی نے بغیر کسی کی تحریک وفرمائش کے ، اس سلسلے میں مضمون لکھنے کی زحمت گوارہ فرمائی ۔ اس مضمون کو مدیر ''مصباح ،، نے ''محاکمہ سامرودیہ ،، کے عنوان سے ''مصباح جلد : 2 ش : 3 میں شائع کیا ۔ آج اسی ''محاکمہ ،، پر ہم مختصراً کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں ۔ ''مصباح ،، کے اہل علم قارئین میں سے جن بزرگوں کو اس سلسلے سے دلچسپی ہے ، امید ہے کہ وہ اس کو بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں گے ۔ اس مضمون کی تحریر میں دیر صرف اس وجہ سے ہوئی کہ ہم کو حافظ جمال الدین المزی کی ''تحفۃ الأشراف بمعرفۃ الأطراف ،، اور اس پر حافظ ابن حجر عسقلانی کی ''النکت الظراف ،، کے مطالعہ کی توفیق اخیر شعبان 1372ھ سے پہلے میسر نہیں ہوسکی ۔ کاش ! حافظ کی ''اتحاف المھرۃ بأطراف العشرۃ ،، کے مطالعہ کی سعادت بھی حاصل ہوگئی ہوتی ۔

مولانا سامرودی نے جامع ترمذی کے اس مقام کے حل کے بارے میں ہمارے اور مولانا کھنڈیلوی کے درمیان پیدا شدہ اختلاف کو ''الفاظی اور سطحی ،، قرار دیا ہے جس کا یہ مطلب ہوا کہ ہمارا یہ اختلاف معنوی اور حقیقی (1) نہیں ہے بلکہ صرف بادی النظر میں اختلاف ہے ۔ ہمیں تعجب ہے کہ مولانا نے یہ الفاظ کیسے تحریر فرمائے ، درانحالیکہ اس فقیر کی تائید میں خود ہی یہ بھی لکھا ہے کہ لفظ ''روی ،، بالبناء للمفعول ہی اس محل میں صحیح ہے اس کو بالبناء للفاعل بنانا امام ترمذی کے مفہوم کو مخیل کرنا ہے ؟ ظاہر ہے کہ اس صورت میں ہمارے اور مولانا کھنڈیلوی کے درمیان یہ اختلاف معنوی اور حقیقی ہوا نہ کہ ''الفاظی سطحی ،، ، شاید مولانا لفظی ومعنوی اور سطحی وحقیقی اختلاف کے متعارف معنی اور ان کے درمیان فرق سے ناواقف ہیں تو ہیں لیکن یہ سب کچھ بے خیالی میں لکھ گئے ہیں ۔

مولانا سامرودی فرماتے ہیں : ''اس ختلاف سے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ (2)

،، کچھ قلبی سطح پر اثر ہے ... مگر ترچھی نظر کسی کی طرف کرنا تحقیقات علمیہ کی بنا پر بری بات ہے ۔

تعاقب کے جواب میں قدرے تلخی اور شدت پیدا ہوگئی تھی ، غالباً مولانا سامرودی نے اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے ۔ اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ ایسے مسئلہ میں جو زیادہ غور فکر کا محتاج نہ ہو بلکہ تقریبا بدیہی ہو ، غلط روی اختیار کرنے والے کو اس کی غلطی پر تنبیہ کرنے میں شدت وخشونت اختیار کرنا ہمارے نزدیک شرعاً معیوب اور بُری بات نہیں ہے ۔ اسلامی شریعت میں اس کے نظائر موجود ہیں ۔

مولانا سامرودی جیسے محدث کبیر سے یہ چیز مخفی رہنی چاہیے تھی ۔ ہمیں افسوس ہے کہ مولانا نے اس ظاہری تلخی کو اچھے پہلو پر محمول نہیں فرمایا ۔ بہر حال مولانا کی یہ رائے خلاف واقعہ ہے ۔ ہمارے خیال میں وہ بغیر اس فراغت صادقہ کے اظہار کے بھی ''محاکمہ ،، کو شوق پورا فرماسکتے تھے ۔ والعلم عنداللہ.

،، مولانا سامرودی نے امام ترمذی کے کلام ''لأنہ قد روی من غیر حدیث ہلال ،، الخ میں لفظ ''روی ،، کے فعل مجہول ہی ہونے کو صحیح قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ''روی ،، کو فعل معروف بنانا مفہوم کو مخیل کرنا ہے ۔ (3)

ہمارے نزدیک یہ چیز زیادہ غور وفکر اور بحث ونظر کی محتاج نہیں ہے ، بہر کیف اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مولانا نے وہی سمجھا جو اس مقام کے سیاق وسباق اور اس حدیث کے طرق پر اور ایسے مواقع میں امام ترمذی کے طرز کلام پر گہری نظر رکھنے کا مقتضیٰ ہے ۔

اس محاکمہ میں اہل علم کو چاہیئے کہ کوئی نئی دلیل اور نئی بات نہ ملے ، مگر اس کا اتنا فائدہ تو ضرور ہوا کہ مولانا کھنڈیلوی کو اب ''روی ،، کے فعل معروف ہونے پر اصرار نہ رہا ۔ چنانچہ اپنے گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں : ''وأنا الآن أسلم أن لفظ روی یمکن أن یکون مجہولا کما قلتم ، لکن ہذا الأمر مرجوع عندی ، والرجح عندی ما قلت ،،.

ہم نے استفتاء کے جواب کے آخر میں تنبیہ کے زیر عنوان لکھا تھا کہ نسخ مطبوعہ میں یہ عبارت : ''حدثنا محمد بن بشار حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن زیاد بن ابی الجعد عن وابصۃ قال ،، بے اصل ہے ، نساخ (4) کی

غلطی سے اس کا اضافہ ہوگیا ہے ۔ اس بناء پر ہمارا دعویٰ تھا کہ عمرو بن مرہ نے اس حدیث کو صرف ایک طریق (وہی طریق ہلال بن یساف عن عمرو بن راشد عن زیاد عن وابصۃ) سے روایت کیا ہے ۔ اور جامع ترمذی میں ان کی روایت کے دو طریق نہیں ہیں جیسا کہ مولوی انور شاہ مرحوم صاحب العرف الشذی نے سمجھا ہے ۔ خلاصہ یہ کہ وابصہ بن معبد کی حدیث جامع ترمذی میں دو طریق سے مروی ہے ۔

عبارت مذکورہ کے بے اصل ہونے کا قرینہ ہم نے یہ لکھا تھا کہ ترمذی کے تین صحیح نسخے جن میں سے دو قلمی ہیں اس سے زیادہ سے خالی ہیں ۔

مولانا کھنڈیلوی کے تعاقب سے یہ ظاہر ہوا کہ وہ اس زیادۃ کو صحیح سمجھتے ہیں اور در حقیقت ان کی ساری تقریر اور غلط فہمی کی بنیاد یہ زیادۃ ہے ۔ مولوی انور شاہ مرحوم نے بھی اس مقام کی تقریر اسی عبارت کی روشنی میں کی ہے اور بلاشبہ مولانا کھنڈیلوی نے انہیں کے تقلید کی ہے گو آخر میں قصداً یا بلا قصد بسبب عدم فہم کے ان کا خلاف کر گئے ۔ واللہ اعلم ۔

ہم نے تعاقب کے جواب میں اس عبارت کے غلط ہونے کا دوسرا قرینہ یہ ذکر کیا تھا کہ : اصحاب کتب رجال نے عمرو بن مرہ کو زیادۃ بن ابی الجعد کے تلامذہ میں اور زیاد کو عمرو بن مرۃ کے شیوخ میں ذکر نہیں کیا ہے اگر کسی کو اس پر اصرار ہے کہ عمرو بن مرۃ نے یہ حدیث زیاد سے روایت کی ہے اور وہ ان کے تلمیذ ہیں تو اس پر دلیل پش کرے ۔ مولانا سامرودی بھی اس عبارت کو صحیح سمجھتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ترمذی نے حدیث عمرو بن مرۃ کو دو طریق سے بیان کیا ہے پھر ہمارے بیان کردہ قرینہ کی یوں تردید کرتے ہیں :

''عمرو بن مرۃ کے زیاد سے روایت کرنے میں تردید کیا جاتا ہے کہ عمرو کا زیاد کے تلامذہ کے فہرست میں ذکر نہیں ، لیکن عدم ذکر عدم کو مستلزم نہیں ۔ عمرو بن مرۃ کے صغار تابعین سے ہونے اور ان کے سالم بن ابی الجعد سے روایت کرنے میں شبہ نہیں ۔ زیاد سالم کے بھائی ہیں اس لیے عمرو بن مرہ کا زیاد سے روایت کرنا مستبعد نہیں ہے ،،.

مولانا سامرودی سے شاید یہ امر مخفی ہے کہ عدم ذکر الشئ لایستلزم عدمہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے بعض ایسی صورتیں بھی ہیں کہ وہاں عدم ذکر شئ اس شئ کے عدم کی دلیل وقرینہ ہوتا ہے ۔ مثلاً : ذکر ونقل کے دواعی ومقتضیات موجود ہوتے ہوئے ذکر نہ کرنا اور نقل سے سکوت اختیار کرنا دلیل ہے اس شے کے عدم وجود کی ۔ وہذا لایخفی علی من لہ نظر فی کتب الاصول ۔ تمام اصحاب کتب رجال حدیث کا زیاد بن ابی الجعد کے دو ہی تلمیذ عبید اور ہلال بن یساف

کے ذکر کرنے پر اقتصار کرنا اور ''وغیرھما،، یا ''آخرون،، یا ''جماعۃ،، آخر میں نہ لکھنا صریح اور قوی قرینہ ہے اس امر کا زیاد سے کوئی تیسرا شخص روایت نہیں کرتا ۔ عمرو بن مرۃ کو یادہ کا تلمیذ قرار دینے کی بنیاد اس دنیا میں صرف ترمذی کی یہ عبارت مبحوث عنہا ہے اور بس ۔ مولانا سامرودی نے اس دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں پش کی، صرف یہ لکھا کہ عمرو بن مرۃ تابعی صغیر ہیں اور زیاد کے بھائی سالم سے روایت کرتے ہیں اس لیے ان کا زیاد سے روایت کرنا مستبعد نہیں ہے ۔

عرض یہ ہے کہ یہاں صرف امکان واحتمال اور عدم استبعاد کا دعویٰ کافی نہیں ہوسکتا ۔ نقل صریح اور کتب رجال سے اس کی تصدیق کی ضرورت ہے، صرف یہ کہہ دینا مخالف کے نزدیک کوئی وزن نہیں رکھتا چوں کہ عمرو ایک بھائی سے روایت کرتے ہیں اس لیے بعید نہیں کہ دوسرے بھائی بھی روایت کرتے ہوں، ورنہ جہاں دو بھائی راوی حدیث ہوں وہاں تلمذ کے ادعا کے لیے یہ کہنا صحیح ہونا چاہیے کہ چوں کہ فلاں شخص فلاں کا تلمذ ہے اس لیے بعید نہیں کہ وہ اس کے بھائی کا بھی تلمذ ہو ۔ لیکن جہاں تک ہمیں معلوم ہے کسی محدث نے اس طرح تلمذ اور تحمل حدیث واخذ روایت کا اثبات نہیں کیا ہے ۔ عبداللہ العمری اوران کے بھائی عبیداللہ دونوں رواۃ حدیث میں سے ہیں ۔ مولانا بتلائیں کہ ان دونوں کے درمیان کتنے تلامذہ میں اشتراک ہے ؟

مولانا کھنڈیلوی اپنے مکتوب میں ہمارے پش کردہ پہلے قرینے پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس عبارت کے تین قلمی نسخوں میں نہ ہونے سے یہ سمجھنا کہ یہ عبارت غلط ہے صحیح نہیں ۔ لأن عدم الذکر لایستلزم عدم ذکرہ (؟) ونیز ترمذی کے نسخے متعدد ہیں اگر کسی نسخے میں زیادتی اس سند کی نہیں ہوئی تو یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ زیادۃ خطا ہے ۔ والمثبت مقدم علی النافی .

عرض یہ کہ نسخوں کے اختلاف کے موقع پر ہر زیادۃ کے متعلق ہم نے یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں بیان کیا ہے کہ جو عبارت ان تین نسخوں میں نہ ہوگی وہ خطا اور بے اصل ہوگی ولا یدعی ذلک إلا مجنون، زیادات مختلف قسم کی ہوتی ہیں اس لیے ان کے احکام بھی مختلف ہوتے ہیں ۔ یہاں ایک خاص زیادۃ کے بارے میں بحث ہورہی ہے، یعنی: ایسی زیادۃ کے متعلق جس کے بے اصل ہونے پر کئی قرینے موجود ہیں، اس لیے ہمارے نزدیک اس کا غلط ہونا متعین ہے والمثبت إنما یقدم علی النافی، إذا کان فی قوۃ النافی وفی مرتبۃ أو أقوی منہ، لا إذا کان دونہ، والنسخ المطبوعۃ من طبعات الھند ومصر، لا تساوی النسخ الخطیۃ المصححۃ التی ذکرھا الشیخ أحمد محمد شاکر فی تعلیقہ علی الترمذی، وکذا یقدم المثبت، إذا لم تقم قرینۃ تقتضی تقدیم النافی وترجیحہ، وھاھنا قد وجدت قرائن تقتضی کون الزیادۃ المذکورۃ خطأ، فتقدم ھاھنا النسخ الثلاثۃ المصححۃ علی النسخ المطبوعۃ .

آج ہم اس عبارت کے خطا ہونے پر اور عمرو بن مرۃ کے زیاد سے حدیث نہ روایت کرنے پر تیسری دلیل پش کررہے ہیں ۔ امید ہے دونوں مولانا غور فرمائیں گے ۔

تتبع کے بعد کتب حدیث کے سولہ قسمیں نکلتی ہین ان میں سے ایک قسم ''اطراف،، بھی ہے اس کا معنی اور مفہوم اہل علم سے مخفی نہیں ۔

خلاصہ یہ ہے کہ ''اطراف،، میں ہر ہر حدیث کے اس قدر ٹکڑے کے ذکر کرتے ہیں جو اس کے باقی حصے پر دلالت کرے اور ان کی تمام سندوں کی استیعاباً مخصوص کتابوں کے ساتھ مقید ومخصوص کرکے جمع کردیتے ہیں ۔ ہمارے سامنے اس وقت حافظ جمال الدین المزی کی ''اطراف،، ہے ۔ انہوں نے مسند وابصہ میں حضرت وابصہ کی اس حدیث کے ترمذی سے دو ہی طریق نقل کیے ہیں :

(1) محمد بن بشار عن غندر عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ھلال بن یساف عن عمرو بن راشد عن وابصۃ .

(2) ہناد عن أبی الأحوص عن حصین عن ھلال بن یساف عن زیاد عن وابصۃ .

معلوم ہوا کہ مزی کے سامنے جامع ترمذی کا جو معتمد نسخہ اس میں اس حدیث کی صرف دو ہی سندیں مذکور تھیں ۔ تیسری کوئی سند مذکور نہیں، یعنی: عبارت مبحوثہ عنہا جس سے ایک تیسری سند ''عمرو بن مرۃ عن زیاد عن وابصۃ، کا ثبوت ہوتا ہے موجود نہیں تھی ۔

اگر جامع ترمذی میں یہ حدیث اس تیسری سند سے مروی ہوتی تو حافظ مزی اس کو ضروری نقل کرتے، اور اگر بالفرض مزی سے یہاں تسامح ہوگیا ہے تو حافظ ابن حجر اپنی ''نکت،، میں اس پر ضرور تنبیہ فرماتے ۔ لیکن حافظ نے اس مقام کو ''نکت،، میں چھوا تک نہیں ۔ معلوم ہوا کہ حافظ کے نزدیک بھی ترمذی میں یہ حدیث کل دو ہی سندوں سے مروی ہے ۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ عمرو بن مرۃ کا زیاد بن ابی الجعد سے حدیث روایت کرنا ثابت نہیں اور جو شخص اس کا دعویٰ کرتا ہے بے بنیاد دعویٰ کرتا ہے ۔ حافظ مزی کی ''اطراف،، کی اصل عبارت درج ذیل ہے :

''د ت ق،،

حدیث: أن رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رأى رجلاً یصلی خلف الصف وحدہ، فأمرہ أن یعید (د) فی الصلاۃ (101) عن سلیمان بن حرب وحفص بن عمر، کلاھما عن شعبۃ، عن عمرو بن مرۃ، عن ھلال بن یساف، عن عمرو بن راشد، عن وابصۃ بہ

ت فیہ (الصلاۃ 56:2) عن محمد بن بشار، عن غندر، عن شعبۃ بہ و[76]-(56:1) عن ہناد، عن أبی الأحوص، عن حصین، عن ھلال بن یساف قال: أخذ زیاد بن أبی الجعد بیدي - ونحن بالرقَّۃ، فقام بی علی شیخ یقال لہ: وابصۃ، فقال زیاد: حدثنی ہذا الشیخ - والشیخ یسمع: أنّ رجلاً صلی ... فذکر معناہ وقال حسن، وقد روی غیر واحد حدیث حصین عن ھلال مثل روایۃ أبی الأحوص عن زیاد واختلف أہل العلم فی ہذا فقال بعضھم: حدیث عمرو بن مُرَّۃ أصح وقال بعضھم: حدیث حصین أصح، وھو عندي أصح من حدیث عمرو، (ھھنا بیاض والظاہر أنہ سقط ھھنا لفظ: لأنہ) لأنَّہ قد رُوي من غیر وجہ حدیث ھلال، عن زیاد، عن وابصۃ.

ق فیہ (الصلاۃ 93:2) عن أَبی بکر بن أبی شیبۃ، عن عبد اللہ بن إدریس، عن حصین، عن ھلال بن یساف وقال: أخذ بیدي زیاد ... فذکرہ - ولیس فیہ أخبرنی ہذا الشیخ کأن ھلالاً رواہ عن وابصۃ نفسہ (تحفۃ الأشراف بمعرفۃ الأطراف للمزی).

(کتب خانہ خدابخش خان بانکی پور، پٹنہ)

اس عبارت میں ''قد روی عن غیر وجہ حدیث ھلال عن زیاد'' الخ ہے اور زیلعی میں ''من غیر وجہ عن ھلال عن وابصۃ،، الخ ہے ۔ اور ترمذی کے موجودہ نسخوں میں ''قد روی من غیر حدیث ھلال عن زیاد،، الخ ہے ولا تخالف بینھا وہذا لا یخفی علی من رزقہ اللہ فھما صحیحا .

(مصباح بستی ج:2،ش:12ذی القعدہ 1372ھ)

نمازی کے آگے سے گزرنا عرضا یعنی : دائیں سے بائیں سے دائیں جانا منع ہے ۔ اس کے دائیں بائیں پہلو سے جا کر اس کے آگے گھڑا ہو جانا یا وہاں جا کر بیٹھ جانا یا اس کے آگے بیٹھنا ہوا ہو تو وہاں سے اٹھ کر اور آگے چلا جانا وہاں سے اٹھ کر اس کے دائیں یا بائیں پہلو آجانا اس کی ممانعت صراحتہ کسی حدیث میں نہیں ہے، لیکن اس میں ہے ایسا کرنے سے بھی پرہیز کیا جائے ۔ (محدث بنارس شیخ الحدیث نمبر

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 274

محدث فتویٰ